نظرات

تاریخ اسلام کی سب سے شدید آزمائش کی ساعت وہ تھی جب کہ فتوحات فاروقی کے سیل عظیم نے مسلمانوں کی نوزائیدہ معاشرت کو ایک ہمہ جہتی انقلاب کے دھانے پر لا کھڑا کیا - عرب کے شتربان اچانک جہاں بانی کرنے لگے - خانہ بدوشوں نے نئے عظیم شہر بسا ڈالے - خیموں میں رہنے والوں نے قیصر و کسریٰ کے قصر و قلعہ کو آباد کیا - بے آب و گیاہ صحرا کے باشندے دجلہ و فرات و نیل کی سر سبز و شاداب وادیوں پر متصرف ہو گئے - امیّوں کے ذمہ دنیا کی متمدن ترین قوموں کی استادی سپرد ہوئی — ان انقلاب انگیز حالات کا نتیجہ شدید معاشرتی خلفشار کی شکل میں نمودار ہونا ناگزیر تھا اور ایسا ہی ہوا - طلحہ رض و زبیر رض اور عثمان رض و علی رض کی شہادت، نہروان کی خونریز جنگ، کربلا کا المناک سانحہ، فرقوں کا ظہور اور ان کے آپس کے متشددانہ اختلافات — یہ سب ان انقلابی حالات کی چند ابتدائی لہریں تھیں جن کا سلسلہ اموی سلطنت کے زوال تک کم و بیش شدت کے ساتھ مسلسل جاری رہا - یہاں تک کہ عہد عباسی کی ابتدا میں ہمارے محدثین و فقہا کی کوششوں نے اسلامی معاشرے کو خاصے طویل عرصے کے لئے استحکام بخشنے میں کامیابی حاصل کی - رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ -

اسلام کی تاریخ میں اس کے بعد بھی بڑی بڑی آزمائشیں آئیں : صلیبی جنگیں، تاتاری یورش، اور فرنگی استعمار - امت مسلمہ ان تمام ابتلاؤں سے برے بھلے طور پر نبرد آزما ہوتی اور اسلام کے عظیم ورثے کو کسی نہ کسی طرح بچاتی رہی - لیکن ابھی ہم آخری فتنے سے مکمل طور پر عہدہ برآ نہیں ہو پائے ہیں کہ ایک اور بڑی آزمائش کا ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اور وہ ہے صنعتی انقلاب ۔ بعض حیثیتوں سے یہ آخری آزمائش تاریخ اسلام کی سب سے پہلی آزمائش سے مماثلت رکھتی نظر آتی ہے۔ دونوں کا دنیاوی کامیابیوں کا نتیجہ اور اس لئے سراسر آیہٗ رحمت ہونا ، دونوں کا ہمہ جہتی یعنی سیاست ، معیشت ، معاشرت ، ثقافت ، غرض زندگی کے ہر گوشے پر حاوی و ساری ہونا، دونوں کا انتہائی دور رس ہونا، جس سے اسلام کے ممکنات بدرجہٗ اتم بروئے کار آسکتے ہوں — یہ امور حوصلہ افزا ہیں اور جرأت آزما بھی ۔

صنعتی انقلاب کے ابھی ہم صرف دروازے پر کھڑے ہیں ۔ لیکن اس کے اثرات ہمارے معاشرے کے ہر گوشے پر مترتب ہونے لگے ہیں ۔ مغرب میں اس انقلاب کی سہ صد سالہ تاریخ ہمارے پیش نظر ہے ۔ ہم اس کی روشنی میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کی رسائی کہاں تک ہوگی ۔ مگر اس سلسلے میں ہمیں یہ ہرگز فراموش نہ کرنا چاہئے کہ جس منزل کو مغرب نے برسوں میں طے کیا ہے اسے ہمیں مہینوں میں طے کرنا ہے ۔ اور اس رفتار کو برابر تیز سے تیز تر کرنا ہے ۔ یہ امر نا گزیر ہے ۔ یہ تقدیر مبرم ہے ۔ رفتار کی اس تیزی کے تناسب سے انقلابی اثرات کی شدت بھی ایک لازمی امر ہے جس سے مفر نہیں اس لئے کہ یہی قانون قدرت ہے۔

قرآن کی ازلی و سرمدی روشنی ہر زمانے میں اور ہر آزمائش میں ہمیں راہ ہدایت دکھاتی رہی ہے ۔ اور یقیناً صنعتی انقلاب سے پیدا شدہ مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے میں بھی ہمیں اس سے مدد ملے گی ۔ صنعتی نظام کا مقصد، اس کا منہاج اور اس کے نتائج بنیادی طور پر منشائے قرآنی سے ہم آہنگ ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس نظام کے بروئے کار آنے پر جن دشواریوں کا ہمیں سامنا کرنا ہے ، اس کے دور کرنے میں قرآن ہماری مدد نہ کرے۔ ہم خود اس کی طرف سے منہ موڑلیں یا اسے ناکافی سمجھیں تو اس کی اور بات ہے ۔

اس لئے نظام کا مقصد زندگی میں آسائشیں فراہم کرنا ، اور اس کے معیار کو بلند کرنا ہے ۔ قرآنی بلاغت اسی کو " زینۃ اللہ " کی خوبصورت

ترکیب سے ادا کرتی ہے اور تہدیداً مطالبہ کرتی ہے کہ :

قل من حرّم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ (الاعراف- آیت ۳۱)

('' اے پیغمبر فرمادیجئے کہ : کون ہے وہ شخص جو اللہ کے بندوں کو اللہ کے فراہم کردہ زینت کے سامان سے محروم کرتا ہے ؟'')

زندگی میں زینت پیدا کرنے کے مقصد کے حصول کے لئے صنعتی نظام جو طریقہ' کار اختیار کرتا ہے اسے مختصراً '' تسخیر فطرت '' کے دو لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے - اور یہ وہ سبق ہے جسے قرآن نے صاف صاف پیش کیا ہے- وہ فرماتا ہے کہ :

سخر لکم ما فی الارض (الحج- آیت ۶۵)

('' جو کچھ زمین میں ہے وہ ہم نے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے '')

قرآن نے اس درس کو ذہن نشین کرانے کے لئے اسے مختلف پیرایہ' بیان میں بار بار دھرایا ہے -

لیکن فطرت کی یہ تسخیر اور اس کے قوا پر انسان کا عمل تصرف خود انسانی زندگی پر متصرف ہوتے ہیں اور اس میں بنیادی تبدیلیاں لے آتے ہیں - ان تبدیلیوں کا ظہور انسان کے اپنے اعمال کا لازمی نتیجہ ہے ۔ ان کے لئے وہ خود ذمہ دار ہے - اور ان پر وہ خود ہی قابو رکھتا ہے - اس بارے میں قرآن کا قانون ہے کہ :

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (الرعد-آیت ۱۲)

(اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلے -'')

قرآن حکیم کی تشریح و توضیح میں ہمیں سنت سے مدد مل سکتی ہے- بالخصوص سلف صالحین نے اپنے زمانے کے معاشرتی انقلاب اور اس کے پیدا کردہ مسائل کو حل کرنے کے لئے جس صلابت ایمان، قوت اعتماد، اور جرات اجتہاد کا مظاہرہ کیا تھا اسے اسوہ حسنہ بنا کر اور اس کے ذریعے اسباب فراہم کرکے ہم موجودہ دور کے مخصوص مسائل کو بخوبی حل کر سکتے ہیں -

ہمارے معاشرے میں دور رس تبدیلیاں تیزی سے آرہی ہیں اور جلد ہی ان کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی جائے گی - جذباتی اپیلوں سے ان تبدیلیوں کو روکا نہیں جا سکتا - نعروں سے ان کا رخ موڑا نہیں جا سکتا - اب تک صنعتی انقلاب کی تبدیلیاں ہمارے یہاں مغرب کے راستے سے آرہی تھیں اس لئے ان کے اثرات محض سطحی تھے اور ان کے تدارک کے لئے شعر و خطابت کے حربے کسی حد تک مؤثر ثابت ہو رہے تھے - مگر اب یہ تبدیلیاں ہم پر براہ راست اثر انداز ہونے لگی ہیں - یہ انقلابی صورت حال ہے - اس کے لئے انقلابی وسائل درکار ہیں - موجودہ حالات کی اصلاح گہرے غور و فکر اور مشرق و مغرب کے علوم کے وسیع مطالعہ کی محتاج ہے - ہمیں مغرب کے صنعتی انقلاب کی تاریخ سے استنباط کردہ عمرانی قوانین کی قرآن و سنت کے سرمدی آئین سے تطبیق کرنی ہے اور اقبال کے لفظوں میں :

> ” اب ہمارے سامنے کوئی راستہ ہے تو یہ کہ علم حاضر کے احترام اور قدر و منزلت کے ساتھ ہم اپنی آزادیٔ رائے برقرار رکھتے ہوئے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ اسلامی تعلیمات کی تعبیر علم حاضر کے پیش نظر کس رنگ میں کرنی چاہئے - خواہ ایسا کرنے میں ہمیں اپنے اسلاف سے اختلاف ہی کیوں نہ ہو -“

(تشکیل جدید الاہیات اسلامیہ، ص ۱۴۶)

تحقیقات اسلامی کا مرکزی ادارہ اور اس کا یہ ماہنامہ اس عظیم مقصد کے لئے اپنی بصیرت اور بساط کے مطابق سعی کر رہے ہیں - لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں یہ کام ہمارے اکیلے کے کرنے کا نہیں ہے - ملک کے ارباب علم و فکر کے تعاون کے بغیر ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے -

چنانچہ اس شمارے سے ہم ” افکار “ کے عنوان سے ایک نیا فیچر شروع کر رہے ہیں - اس رسالے کے مندرجات پر اہل علم حضرات کی تنقید اور تبصرے اس عنوان کے تحت شائع ہوتے رہیں گے - ہم نے پچھلے شمارے میں ” تحقیق ربوا “ کے اہم مقالے پر خصوصیت کے ساتھ بحث و نظر کی دعوت دی تھی - ہماری اس دعوت کو اب تک صرف تین اصحاب نے قبول کیا ہے - ان میں سے دو اساتذۂ کرام کے خطوط اس ماہ شائع کئے جا رہے ہیں- تیسرا مفصل خط جناب رفیع اللہ صاحب (شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، گوجر خان) کا وصول ہوا ہے - لیکن اسکے نسبتاً دیر سے پہنچنے اور موجودہ شمارے میں صفحات کی گنجائش باقی نہ رہنے کے سبب اسے اگلی اشاعت کے لئے ملتوی کرنا پڑا ہے جسکے لئے ہم معذرت خواہ ہیں -